قصہ

۳/

دھرم سنگھ زمیندار

حسب الارشاد جناب معلی القاب نواب لفٹننٹ گورنر

بہادر ممالک مغربی

پنڈت بنسی دھر نے باعانت منشی چرنجی لعل کے

سررشتہ صاحب ڈائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن بہادر مین

دھرم سنگھ کی کہانی سے

ترجمہ کیا

مطبع منشی نولکشور مقام لکھنؤ مین چھپا

ماہ مئی سنہ ۱۸۹۸ء

تمہید
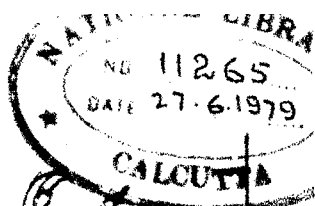
جو لوگ اس دنیا مین ایمان کے راستے مین قدم دھرا دسانجام کار پر نظر رکھا
لیتے ہین اور آفت زدون اور غریبون پر ترس کھا کر اپنی نیک نیتی سے انکا بھلا
چاہتے ہین اُن سے خدا راضی اور خوش رہتا ہے اور سب لوگ انکی تعظیم و تکریم
کرتے ہین چنانچہ بطور تمثیل ایک ایماندار کا قصہ لکھا جاتا ہے ؛
کہتے ہین کہ زمانے سابق مین دھرم سنگھ نامی ٹھاکر ضلع جین پور کے
پرگنہ دھرم راج موضع سوغس پور کا باشندہ اور زمیندار تھا یہ ٹھاکر بڑا
آدمی سچا دانا اور رحیم تھا اور سب لوگ اُسکی نیک نامی کی تعریف کرتے تھے
اور اُسکی رعیت چین چیان اور امن و امان مین رہتی تھی اور سب لوگ اُسکی
بات کو پتھر کی لکیر جانتے تھے اور آس پاس کے زمیندار معاملات نزاع یکدیگر
مین اُسی کو ثالث مانتے جس کسی نے اُسکے فیصلے سے اپنا حق نہین پایا تو
اُس سے یہ نہین کہتا کہ ٹھاکر نے جان بوجھ کے ہماری حق تلفی کی اور

دیدہ دانستہ نامنصف بنگیا ✤
غرضکہ ٹھاکر اپنی راست بازی اور نیک وضعی سے بہت مشہور ہوا اور اپنے ذاتی
وصفون سے ہر ایک گانؤ میں دیانت دار کہلایا مین چاہتا ہون کہ ایسے نیک مرد کا
احوال اور لوگ بھی سُنین اور اُسی کی راہ پر چلین پس مین لکھتا ہون ✤

پہلی داستان دھرم سنگھ کی راستی کے بیان مین

موضع سونبس پور کے سوانہ پر ایک گانؤن پھول پور تھا وہان کے ٹھاکر بڑے
مفسد اور فضول خرچ تھے رعیت اُنکے ہاتھ سے تنگ ہو کر گھربار چھوڑ چھاڑ
دوسرے گانؤن مین جا بسی جب گانؤن مین کوئی جوتا نہ رہا تو پھول پور کی
زمین بالکل بلا تردد پڑی رہ گئی اُس سوانہ پر سونبس پور کی بھی زمین کچھ
جتی بوئی نہین گئی یعنے اُس سوانہ پر دونون گانؤن کی حدین ملحق تھین
اور بغیر جین تردد کے کھیتون کی مینڈین ٹوٹ پھوٹ کر مٹ گئین
اور ایک دو جگہ دونون گانؤن کی حدون کے نشان ایسے معدوم
ہوگئے کہ پھول پور اور سونبس پور کی حدود کی تفریق کرنے مین
کچھ تمیز نہین ہوتا مگر اُس جگہ ایک درخت پیپل کا فقط باقی رہ گیا تھا
پاس پڑوس والون کو یہ حال تحقیق معلوم تھا کہ اُس درخت
سے شمال کی طرف پھول پور اور جنوب کی طرف سونبس پور
کی حد ہے ایک سال اپنا گذارہ دیکھکر ٹھاکر دھرم سنگھ نے پانچ بیگہ
کا پٹہ بگان قلیل پر موہن اہیر کو لکھ دیا جب موہن اساڑھ کے مہینے
مین ایک روز ہل بیل لیجا کر کھیت جوتنے لگا جو ہین پھول پور کے

لوگون نے جو حاسد اور مفسد تھے دیکھا کہ سوبنس پور کے زمیندار ہمارے
عین سوانہ کے نزدیک اندر زمین افتادہ جتوانے لگے یکایک اُنکے
بدن مین آگ لگ گئی اور ڈرنے لگے کہ کہین ایسا نہو جو سوبنس پور کے
ٹھاکر جوتے جوتے ہماری زمین بھی جوت ڈالین غرض سب نے مِل جُل
کھیت پر جا موہن اہیر کو مار پیٹ کر بھگا دیا اور اُسکو تنہا دیکھکر دھمکانے
لگے کہ جو پھر کبھی تو یہ کھیت جوتنے آوے گا تو مارے لٹھون کے تیرے
ہاتھ پانؤن نرم کردیے جائینگے اب تو موہن اہیر چلایا اور چلیو چلیو پکارتا
بھاگا اُس روز ٹھاکر دھرم سنگھ دو چار پٹی دار ہمراہ لیے اپنی چوپال مین
بیٹھا ہوا شیو برن داس پٹواری سے اپنا سالیانہ حساب سمجھ رہا تھا کہ
یکایک موہن اہیر چوپال مین آکر داد فریاد کرنے لگا کہ ٹھاکر جی بھوپور
کے زمینداروں نے مار پیٹ کر مجھے اور ہل بیلون کو کھیت سے باہر
نکال دیا اور دھمکاتے ہین کہ جو پھر آوے گا تو اپنی زندگی سے ہاتھ
دھو بیٹھیگا یہ ماجرا سُن سب اپنی وار طیش مین آکر کہنے لگے کہ بڑے
اندھیر کی بات ہے جو ایسے ایسے مفسد ہماری رعیت کو مار پیٹ کر ہماری
زمین چھین لین ایسی حقارت اور خفت ہم سے کب دیکھی اور سُنی جائیگی
یہ منصوبہ کر اپنے اپنے گھر سے لاٹھیان لے حد پر جانے کو تیار ہوئے
اُسوقت دھرم سنگھ ٹھاکر نے غور کیا کہ یہ لوگ تو غصے کی آگ مین
جلے بھنے بعزم جنگ حد پر جاتے ہین جو کہین خانہ جنگی ہو گئی تو تعجب نہین
یہ خیال کر ٹھاکر دھرم سنگھ اور شیو برن داس پٹواری نے ملکر سمجھایا
کہ بھائیو ذرا ٹھہرو اور اس دوہے کے معنی سمجھو سہا کر یا چھے پچھتائین
بدھ کہین اُنکی بدھنا ہین ٭ جب ٹھاکر کی نصیحت پر سب نے کان دھرا

تب وہ بولا کہ سب سے بہتر یہ تجویز خیال مین آتی ہے کہ حاکم پاس چلکر فریاد کیجیے
وہان دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائےگا بعد اسکے دھرم سنگھ نے
موہن اہیر سے پوچھا کہ ارے موہن جسوقت مجھے پھول پور کے ٹھاکرون نے
مار پیٹ کر کھیت سے باہر کر دیا اُسوقت کوئی اُس واردات کا نگران حال بھی
تھا کہ جسکی گواہی سے حاکم کو مدعا علیہون کی بدعت کا حال پوست کندہ
معلوم ہو جائے موہن بولا کہ بابو جی تھوڑی دور پر روپن اہیر اپنے
مویشی اور ایک گڈریا جسکے نام سے مین واقف نہین ہون مگر اتنا جانتا ہون
لدا اس گانؤن کا رہنے والا ہے اپنی بھیڑی چرا رہا تھا یقین ہے کہ اُن
دونون نے یہ واردات دیکھی ہوگی ؛

جب یہ گفتگو تمام ہو چکی تب شیو بران داس پٹواری دھرم سنگھ ٹھاکر
سے کہنے لگا کہ ٹھاکر صاحب مین ازراہ دوراندیشی یہ بات کہتا ہون
کہ شاید حاکم دو گواہون کی گواہی پر اعتبار نہ کرے پس دو گواہ اور
بھی چاہیین اور ایسے کاغذات مرتب ہو جائین کہ جس کھیت پر
فساد ہوا ہے وہ ہماری حد مین ثابت ہو جائے جو آپ کی مرضی ہو تو
چار پانچ برس کے کاغذات پرانے مین وہ زمین موہن اہیر کے
نام لکھ دیجا وے ؛

ٹھاکر دھرم سنگھ بولا کہ بھائی ایمان دار کا بیڑا پار ہے نیکمردون کا قول
ہے کہ جاے جان پر رہے ایمان ؛ تو جو یہ تجویزین بتلاتا ہے کہ جعلی
کاغذ اور جھوٹے گواہ بنا لو سو یہ دونون کام بُرے ہین جعل
کرنے سے مقدمہ درست ہو یا نہ ہو مگر ایمان تیر کی طرح کمان سے
نکل جاتا ہے ؛

ہر چند کہ جعلسازون اور بے ایمانون کا جعل مین بھلا ہو تو ہو لیکن انجام
برا ہوتا ہے ایسے معاملات مین جعل سے کچھ مطلب نہین نکلتا
جس حالت مین اول تو پرگنہ کا قانون گو اشہرہ یال اور تمام لوگ واقف
ہین کہ پیپل کے درخت سے ہمارے سواندی کی حد ہے اور یہ زمین
اسکے اندر ہے دوسرے موہن اہیر کے بدن پر ضرب کے نشان
موجود تیسرے موہن ایک اہیر اور ایک گڈریا دو گواہ واردات کے
بتلاتا ہے پس زد و کوب کے ثبوت کے لیے اور کیا چاہیے اور
ہم حاکم کے روبرو اپنے دل کا درد کہکر خدا کے فضل سے اپنے
دلی مقصد کو پہونچینگے کہا ہے ؛
راستی موجب رضاے خداست ؛ کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست
شیو برن داس اس ایمان دار کی ایسی ایسی باتین سنکر سر جھکا کر خاموش
ہو رہا اور پٹی دارون کا بھی ایمان دھرم سنگھ کے ایمان کی برکت
سے برقرار رہا آخر کار سومنس پور والون نے حاکم کے آگے داد فریاد
نیک نیتی کی جزا پائی اور بھول پور والون نے اپنی شرارت اور
بے ایمانی کی سزا ؛

دوسری داستان

جس وقت دھرم سنگھ ٹھاکر کی بڑی لڑکی بالغ ہوئی اور اسکا بیاہ
موضع درگم گڈھ کے ٹھاکر دھنراج سنگھ کے بیٹے سے ٹھہرا تب
دھرم سنگھ نے اپنے دل مین خیال کیا کہ دھنراج سنگھ ٹھاکر تو بڑا
دولتمند ہے مگر ہم بھی لڑکی کے بیاہ مین اگر کچھ ناموری اور نمود حاصل

اگر ہین تو بہتر ہے یہ ارادہ کر مصر پنڈت اور اور دوستون سے اِس بات
کی صلاح پوچھی سب نے یہ مصلحت کی کہ بہت سا روپیہ خرچ کر ایسی دھوم
دھام سے بیاہ کرنا چاہیے کہ اپنا نام ہو اور ہنسنے والون کو ٹھٹھہ کرنے کا
موقع نہ ملے مگر پنڈت نے کہا کہ ہماری دانست مین مال پر زکات چاہیے
یعنے جتنا کپڑا دیکھو اُتنے ہی پانون پھیلاؤ جو خرچ زیادہ کروگے تو
قرضدار ہو جاؤگے اور قرضداری بڑا عذاب ہے کہین اِس بلا مین
پھنسوگے تو چھٹکارا مشکل ہوگا جو دھرم سنگھ نے پہلے کسی سے قرض نہین
لیا تھا اور اُسکے مذاق تلخ سے کچھ واقف نہ تھا لہذا پنڈت جی کی گفتگو پر کچھ
خیال نہ کیا اور بولا کہ دو ہزار روپیہ نقد میری کمائی کے صراف کے پاس
جمع ہین تین ہزار روپیہ کے بدلے زمین رہن کر بیاہ کو تو بڑے
ساز و سامان سے کرونگا غرضکہ اُسنے اپنے دل مین یہ قرار کر بوہرے
سے تین ہزار روپیے قرض لے پچاس بگہ زمین کا رہن نامہ اِس شرط پر
لکھدیا کہ پانچ سال تک جو زمین کا حاصل ہو اُسکو مہاجن اپنا سود سمجھے
بعد مدت پانچ برس کے تین ہزار روپیہ لیکر زمین کو چھوڑ دیوے دھرم سنگھ
نے ایسا بندوبست کر اپنی بیٹی کی شادی بڑی دھوم دھام ناچ تماشے
اور گاجے باجے سے کی اور ارباب برادری کو دعوت کے طور پر بلوا کر
کھلانے پلانے اور تعظیم و تکریم سے بہت راضی اور خوش رکھا سمدھی
کو جہیز اور مردم شاگرد پیشہ کو خلعت و انعام اور براتیون کو علے قدر
مراتب نذر و نیاز دے کر رخصت کیا غرض کہ مہاجن نے پانچ برس
تک زمین کے حاصل سے کھا پی کر کچھ سوٹ بھی باندھی جب میعاد
رہن قریب الانقضا ہوئی دھرم سنگھ کے پاس اتنا روپیہ نہ تھا کہ

زر رہن ادا کر زمین چھڑالے اس عرصہ مین دھرم سنگھ کی دوسری لڑکی جوان ہوئی تو باپ کو اُسکے بیاہ کی فکر ہوئی بیچارہ نے یہ تجویز کی کہ اب کی دفعہ تو تھوڑے ہی خرچ سے کام کر لین گے اور لوگون کے ہنسنے پر کچھ دھیان نہ دینگے کیونکہ اگلے قرض کے پھندے سے اب تک رہائی نہین ہوئی یہ ارادہ کر تھا کر مذکور نے لڑکی کی نسبت بابو سندر سنگھ کے بیٹے سے ٹھہرائی پر وہ بات کہان تھی جو بڑی لڑکی کے بیاہ مین تھی جب برات آئی اور دولھا کا باپ اِس طرف سامان کی قلت دیکھکر ناخوش ہوا دھرم سنگھ سمدھی سے کہنے لگا کہ ہمارا دل تنگ ہوتا ہے جو تم دل کھول کر شادی دھوم دھام سے نہین کرتے اِس بات کو سُنکر دھرم سنگھ بولا کر اگلی شادی مین ہم قرضدار ہو گئے ہین اب جو اِس شادی مین بھی بہت سا روپیہ صرف کر دینگے تو پھر ہمکو ادائے قرض امر دشوار ہوگا ایسا نہ چاہیے کہ دو دن کی خوشی کے واسطے آدمی تمام عمر دُکھ مین کاٹے اگر فی الحال قرض نہ لین گے تو چند روز مین اگلے قرض سے چھوٹ جاوینگے پھر اپنی لڑکی کو جو کچھ بن پڑے گا دیدینگے سندر سنگھ بھی مرد عقلمند تھا اِس بات کو سنکر راضی ہوا اور کہا کہ ہمکو ایسے خاندان شریف کی رشتہ داری ہی غنیمت ہے شادی کی دھوم دھام سے کیا مطلب چونکہ اِس شادی مین بھی تھوڑا بہت روپیہ خرچ ہوا اس سبب سے دھرم سنگھ اپنی زمین نہ چھڑا سکا تب اُسکے رفیقون مین سے کسی نے دھرم سنگھ کو صلاح دی کہ یہ بوہرہ تمھاری زمین کا حاصل آٹھ سات برس سے لیتا چلا جاتا ہے اور اُس سے بہت سا نفع اُٹھا چکا ہے فی الحال زمین کے چھڑانے

کے واسطے اُسکو ڈر دکھانا چاہیے اور جو اِس طور سے نہ چھوڑے تو فریب سے زمین کو قبضے مین کرنا چاہیے ہر چند کہ دھرم سنگھ نے جواب دیا کہ تم یہ کیا کہتے ہو ہمارے اور اُسکے درمیان یہ قول وقرار ہو گیا ہے کہ جب تک ہم تین ہزار روپیہ ادا نہ کر دین تب تک زمین اُسی کے قبضے مین رہے اس قرار سے ہم ہرگز تجاوز نہ کرینگے اور ایسا کرنا بھلے آدمیون کا کام نہین ہے غرض تین سال کے عرصے مین تین ہزار روپیہ جمع کر بوہرہ کا روپیہ ادا کر دھرم سنگھ نے زمین اپنی چھڑا لی اور اُسکے بعد پھر کبھی ایک کوڑی کا قرضدار نہوا ٭

تیسری داستان

اُسی سونبس پور کے زمینداروں مین سے مسمی گلاب سنگھ جو چوتھے حصے کا پٹی دار تھا اُس سے اور دھرم سنگھ سے بہت موافقت تھی ایک سال برسات کے موسم مین گلاب سنگھ کو شدت سے بخار آیا اور اُسکی عورت اور یگانون بیگانون نے جیسا مناسب تھا اُسکی بیمارداری اور دوا دارو کی مگر کوئی تدبیر فائدہ مند نہوئی اور وہ فوت ہو گیا اور چند روز بعد اُسکی عورت بھی مر گئی اُسکا ایک چھوٹا بیٹا بلونت سنگھ نام تھا وہ بغیر مان باپ کے یتیم ہو گیا جب اُسکی مان جیتی تھی تب دھرم سنگھ اُسکے بالکل کاروبار کی خبر گیری کرتا تھا مگر وہ بھی مر گئی اِس حالت مین دھرم سنگھ بلونت سنگھ لڑکے کو اپنے گھر لیجا کر پرورش کرنے لگا جب آخر سال گاؤن کے نفع اور نقصان کی پرسش ہونے لگی

تب گاؤن کے دوسرے پٹی دار باہم مصلحت کرنے لگے کہ گلاب سنگھ
کی پٹی کا جو نفع ہے اسکو کون لے گا کس واسطے کہ اسکی عورت مرگئی
اور بیٹا اسکا نہایت صغیرسن ہے اسکو اسقدر روپیون سے کیا
مطلب ہے اس واسطے یہ بہتر ہے کہ بلونت سنگھ کی خوراک و پوشاک
کا خرچ علٰحدہ کر باقی روپیون کو ہر سال ہم سب مل کر بانٹ کھایا کرین
جس وقت بلونت سنگھ ہوشیار اور بالغ ہوگا اُس وقت وہ اپنا حصہ
ہر ایک سے لے لیگا یہ مصلحت کئی شخصون کو تو پسند آئی اور کئی شخصون
نے کہا کہ اس طرح مال غیر کھانا شرعاً و عرفاً نہ چاہیے اور دھرم سنگھ
بھی بولا کہ کسی وجہ سے یتیم کا مال کھانا برا ہے ایسے معاملے مین ہم ہرگز
شریک نہونگے ہماری تو رائے یہ ہے کہ کوئی اس لڑکے کو لیجا کر
اپنے گھر پرورش کرے اور اُسکے حصہ کی حفاظت رکھے اور اُسکی
خوراک و پوشاک کے خرچ سے جو باقی بچے اُسکو کسی ساہوکار
کے پاس جمع کرنا چاہیے سب بھائیون کو اگر یہ بات پسند آوے تو
ہم اس لڑکے کو اپنے پاس رکھین اور ہر ایک کو اُس حصے کا حساب
سمجھا دینگے جب یہ بات سب کو خوش آئی تب دھرم سنگھ اُس
لڑکے کو اپنے گھر لیجا کر اپنے لڑکون کے مانند پرورش کرنے لگا
جب بلونت سنگھ لکھنے پڑھنے کے قابل ہوا تب دھرم سنگھ نے
اُسکو معلم کے سپرد کیا بعد ازان جب لائق شادی کے ہوا تب
ایک شریف خاندان کی لڑکی کے ساتھ بڑے لاڈ پیار سے شادی
کر دی غرض کہ دھرم سنگھ کے گھر مین رہتے رہتے بلونت سنگھ اٹھارہ
برس کا ہوا اور جس وقت وہ ہوشیار اور قابل ہوا تب اُس سال کے

نفع نقصان کی پرسش کے وقت دھرم سنگھ سب پٹی دارون سے
کہنے لگا کہ بلونت سنگھ کی پٹی کا بھی حال دریافت کرو اسکی تفصیل یہ ہے
کہ ہر سال کم و بیشی کے حساب سے ساڑھے پانچ سو روپیہ اُسکے حصے
سے بچتے رہے ہین اُس مین سے شادی اور تعلیم وغیرہ کا خرچ ملاکر
پچاس روپیہ سالانہ خرچ پڑتا رہا باقی چھ ہزار روپیہ ساہوکار کے پاس
امانت ہے فی الحال اگر سب کی مرضی ہو تو ہمارا یہ ارادہ ہے کہ یہ سب
روپیہ اُس لڑکے کے حوالہ کردین مگر وہ ابھی سب روپیہ خرچ کرڈالے گا
اِس واسطے یہ مناسب ہے کہ اگر اُن روپیون سے کچھ زمینداری
خرید کرلی جاوے تو اچھا ہے اِن دنون مین رتن پور کے زمیندار
ہیرا جو ہے کو کئی طرح کے خرچ درپیش ہین اور وہ قرضدار ہوگیا ہے
لہذا اپنی زمینداری کو جو ہمارے موضع کی مغربی حد پر ہے بہ قیمت
ساڑھے چار ہزار روپیہ کے بیع کیا چاہتا ہے سو ہمنے یہ تجویز
کی ہے کہ جو روپیہ جمع ہے اُس سے اُس گانون کو بلونت سنگھ
کے نام سے خرید کرلینا بہت مناسب ہے تم سب دیکھتے ہو کہ لڑکا
عقلمند اور بھلا آدمی ہے اُسکی دولت زیادہ ہونے سے ہمارے خاندان
کی ترقی ہوگی اُس وقت کئی پٹی دار اُسکی طرف دیکھنے لگے اور بلونت سنگھ
کی بہتری سُنکر رشک سے کہنے لگے کہ جب بلونت سنگھ کی ترقی
ہوجاوے گی ہم سب بھائی اُسکے روبرو کم قدر اور حقیر ہوجاوینگے
مگر جتنے پٹی دار دانا اور اشراف تھے وے خوش ہوئے اور دھرم سنگھ
کی ایمان داری اور نیکوکاری پر تعریف اور آفرین کرکہنے لگے کہ تمنے
یہ خوب تجویز کی اِسکا اجر تمہین ملیگا اور نیکنامی زیادہ ہوگی جس وقت

دھرم سنگھ کو معلوم ہوا کہ یہ گفتگو انکو پسند آئی اُسی وقت ہیرا چوبے کا گانون خرید کر گانون پر بلونت سنگھ کا قبضہ کرادیا وہ مصر بھی آدمی سچا اور اچھا تھا اُسنے بھی کبھی کسی طرح کی دغابازی اور بے ایمانی نہ کی تھی جس وقت اُس نے اپنے روپیہ پائے اُسی وقت بلونت سنگھ کو اپنا گانون سپرد کر الگ ہوگیا پس بلونت سنگھ وہان بڑے چین اور آرام سے رہنے لگا جب اُسکو کسی معاملے مین شک پڑتا تو اپنے مربی دھرم سنگھ سے پوچھ لیتا اور وہ جیسی صلاح بتلاتا ویسا ہی عمل مین لاتا فقط

تمت

اور باہتمام بھگوندیال لائق اشاعت پائی۔

جزو ۔ ۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کرتا ہوں میں حمد ذات باری — ہے فرض اُسی کی یادگاری
خالق ہے وہی وہی ہے مقصود — مالک ہے وہی وہی ہے معبود
پیدا ہے وہی وہی ہے پنہان — راحم ہے وہی وہی نگہبان
کیا اُسکی لکھوں میں کارسازی — چارہ ہے نہو زبان درازی

سبب تالیف کتاب

ہے بندۂ خدا کا خوار و ناکام — الاحقر مادھو رام ہے نام
آباد تلوک پُر میں ہوں میں — اُس ضلعہ کا عہدہ دار ہوں میں
قصبہ ہے تلوک پور نامی — مشہور ہے دور تر گرامی
صوبہ میں یہاں اودھ کے شہرہ ہے — لودھے شہر کے قریب تر ہے
بازار ہے اُسکا مثل گلزار — کوچہ میں نہیں کہیں خس و خار
رہتے ہیں وہیں محب دلشاد — کہتے ہیں جگناتھ پرشاد

بیٹھا تھا مین ایک روز دلگیر — اُس دوست نے آ کیا یہ تقریر
لوگون سے سُنی ہے اک کہانی — تعریف کرون مین کیا زبانی
گر اسکو کرے تو نظم ترتیب — جس طرح سے دونہین تجھکو ترغیب
حال اُسکا ابھی بیان کرو نہین — جو دلمین ہے وہ عیان کرو نہین
یہ سُنکے کہا مین اُس سے فی الفور — تصنیف کا جانتا نہین طور
ہر چند کیا عذر یہ مین نے — لیکن نہ سُنا کچھ عذر اُس نے
ناچار کیا جو اُس نے تقریر — منظوم کیا وہ حال تحریر

آغاز داستان

اقلیم دکن مین تھا امیر ایک — تھا دولتمند صاحب نیک
تجویز کیا براے شادی — اُس ملک مین ایک مالزادی
شادی کے لئے چلا بصد جاہ — جس طرح سے اخترون مین ہو ماہ
داخل ہوا جاکے اُس شہر مین — رہتی تھی وہ ماہ جس نگر مین
پہونچی یہ خبر جو اُس کے جا گھر — مسرور ہوئی یہ بات سُنکر
جو جو تھے لوازمات شادی — موجود کیا براے شادی
جب وقت سعید ہاتھ آیا — شادی کے لئے پیام آیا
ہم عقد کیا دولہہ دولھن کو — خلوت مین کیا دولہہ دولھن کو
عقدہ کھلے اُنکے مطلبون کے — غنچے کھلے اُنکے مقصد دل کے
ہر شادی کے رسم جو کہ ہین عام — چلنے کے لیے ہوا سرانجام
رخصت ہوئی کرکے آہ وزاری — بیٹی کی طلب کیا سواری
دولھن کو کیا سوار اُس مین — پھر آپ ہوا سوار اُس مین

اک بیچ مین دو ہوے سواری — پھر جانب خانہ وہ سدھارے
چلتے چلتے وہ دونون ہارے — اک شہر کے پہونچے جا کنارے
اس جا پہ بنا تھا ایک تالاب — میش اُس مین پی رہی تھی کچھ آب
ان میشون کا جو کہ پاسبان تھا — وہ طفل کسی گڈریے کا تھا
حیوانی جو اپنے جی مین ٹھانی — جون میش وہ پی رہا تھا پانی
حیرت مین ہوے یہ دیکھکر وہ — باہم لگے کرنے پھر سخن وہ
وہ بولا یہ تشنگی کا اثر ہے — وہ بولی یہ صحبتون کا ثمر ہے
وہ بولا یہ کیا تو بک رہی ہے — صحبت کا تو فیض یہ نہین ہے
جس جا پہ گل و بہار ہوگا — اس جا پہ ضرور خار ہوگا
لیکن جو گلون مین رنگ و بو ہی — وہ خار مین کچھ اثر نہین ہے
بولی یہ دلیل خود پسندی — کب اُسکو کرے قبول بندی
کرتی ہون بیان اک حکایت — سنیئے ذرا دل سے یہ روایت

حکایت تمثیلی

اک شہر مین اک وزیر ذی اقبال — رہتے تھے بہت دنون سے خوشحال
دونون کو خدا نے دی تھی اولاد — تھی لطف خدا سے دی پر دل شاد
بنیئے کے پسر تھے ایک اشرار — دانا تھے رئیس سعید و ہشیار
صحبت مین رہے جو عالمون کی — خدمت مین رہی جو فاضلون کی
علمون سے جو بہرہ ور ہوے وہ — ہر دل مین عزیز پھر ہوے وہ
انجام کو وے وزیر زادے — تھے گو وہ وقار دل کے سادے
صحبت جو اٹھائی جاہلون کی — چلنے لگے راہ فاسقون کی

صحبت ہی بزرگون کی آشکارا
گم کر دیا خاندان سارا

اس شہر کو قحط نے جو گھیرا
مُنہ دونون نے اُس طرف کو پھیرا

آخر کسی شہر مین وہ جا کر
حیران ہوی چار سمت پھر کر

جاہل تھے بجز گداگری کے
کچھ کار نہ ہو سکا کسی سے

بیٹے کے پر تھے نیک اعمال
تھے فضل خدا سے وہ خوش اقبال

علمون سے وزیر ہو گئے وہ
صحبت سے دبیر ہو گئے وہ

تمثیل کا ہو چکا ہے مذکور
اب قصہ کا سلسلہ ہے مسطور

تکرار یہ کر رہے تھے باہم
اصرار یہ کر رہے تھے باہم

بہت اُس نے کیا خفا ہوا وہ
انجام کو سوچنے لگا وہ

سوچا کہ یہ برج برخلافت
دیتی ہے خبر یہ کل کو آفت

گستاخ زبس یہ ہو رہی ہی
گفتار مین میری یہ نہین ہی

اسطور سے سوچ کر سمجھ کر
ترک اُسکو کیا اُسی جگہہ پر

داخل ہوا جا کے گھر مین مغموم
حال آگئے بے عزیزی کا مرقوم

تنہا جو رہی وہ ماہ پارا
اُس شہر کے سمت کو سدھارا

رہتا تھا جہان وہ طفل حیوان
پھر اُسکو ملی وہ ماہ جویان

آخر کو گئی جو اس کے گھر پر
والدہ سے ملی وہ اُس کے جا کر

مول اُسکو لیا ہنسی خوشی سے
دام اُسکے دیا ہنسی خوشی سے

لا کر اُسے اک مکان بنایا
نقشہ رہنے کا دان جمایا

پالا اُسے جس طرح پسر کو
پالے کوئی گوشہ جگر کو

تھا نور بصر وہ نیک انجام
رکھا یہ جوان کا نام گمنام

اوستاد ادیب کو بلایا | تعلیم کا سلسلہ بلایا
قسمت کی مدد کہ چند دن مین | سب سیکھ لیا صغر سن مین
اُس ملک کا بادشہ ذہین تھا | یکتائے ہنروفا وہین تھا
جانے لگا طفل زرخریدہ | اجلاس مین شاہ کے جریدہ
جانے سے لڑی جو اُسکی قسمت | آنے سے بہم بڑھی جو اُلفت
اک روز خبر اُڑی یہ ناگاہ | جائیگا شکارگاہ کو شاہ
گلفام کو سیر جی سے بھائی | صحرا کی ہوا اُسے سمائی
آخر کو منگا کے اسپ تازی | چلنے کے لئے کیا شتابی
جب صید کو وہ چلا شہنشاہ | گلفام چلا پھر اُسکے ہمراہ
جاکر کسی دشت پُر خطر مین | جو یان ہوی لوگ صید بن مین
توشہ کو لیا وہ ساتھ اپنے | گھوڑے پہ ہوا سوار اپنے
ناگاہ ہرن ہوا نمودار | پیچھا کیا دیکھکر شہریار
بھاگا وہ ہرن یہ پیچھے دوڑا | پہونچا نہ کسی کا ساتھ گھوڑا
گلفام وہ طفل مہ جبین تھا | ہمراہ ہین شاہ کے وہین تھا
جاکر کہین دشت مین قضارا | اُس صید کو دور شہ نے مارا
آخر کو سفر مین تھک گیا شاہ | غالب ہوئی اشتہا جو ناگاہ
گھوڑے سے اُتر کے زین لیکر | لیٹا وہین وہ زمین پہ جاکر
دیکھا وہ جو طفل نامبردہ | حاضر ہوا آکے دل فسردہ
پوچھا کہ شہا یہ بات کیا ہے | فرمائیے کچھ ملال کیا ہے
بولا کہ ہون تشنگی سے حیران | اور بھوکھ سے ہون مین پریشان

بجا ہے مجھے جو کہنا پانی
دشوار ہے ورنہ زندگانی

سمجھانے لگا وہ طفل دانا
ممکن نہین یان سے آب دکھانا

بیتاب ہوا یہ شاہ سنکر
آخر کو ہوا کمال مضطر

سمجھا کہ ہین شہ کے طور بیطور
حاضر کیا لا کے توشہ فی الفور

کھانے کو جو شاہ نے وہ کھایا
شادان ہوا شکر کر خدایا

کہنے لگا شاہ اُس جوان سے
مشکور ترا ہون دل و جان سے

رقعہ دیا لکھ کے وہ کرون گا
جو چاہے گا تو تجھی کو دونگا

گھر سے نکلے ہم وہ دونون شادان
واپس ہوے گھر کو پھر شتابان

پہونچے جو وہ شام کو بیکبار
داخل ہوے اپنے اپنے گھربار

گلفام کی مادر جہاندیدہ
پوچھا کہ کہان تھا نور دیدہ

سب حال عرض کیا زبانی
دکھلائی وہ دشت کی نشانی

مشکور ہوئی وہ نازک اندام
راحت سے ہوئی وہ راحت انجام

جب صبح ہوئی تو ماہ و انجم
نکلا خورشید ہو گئے گم

جاگا جو وہ مہر شہ نکو نام
دربار مین آیا خاص سے عام

اٹھا جو ادھر وہ نیک اختر
مادر سے کیا کلام آکر

دربار مین شاہ کے مین جاکر
جو حکم ہوا کون مین بجا کر

وہ بولی کہ ہے یہ انعام لیجو
موقع ملے یہ جا کلام کیجیو

جو کچھ وہ طلب کرے وہ دینا
مجکو نہین اور کچھ ہے لینا

القصہ چلا وہ طفل گلفام
دربار مین آیا نیک فرجام

آداب کیا بہ خادمانہ
تسلیم کیا بہ تعظیمانہ

دیکھا اُسے شہ گلے لگایا
مسند پہ اُسے وہ لا بٹھایا

گو زر سی ہوئی بات پیش آئی
جنگل کی سند اُسے دکھائی

شہ بولا بہ لطف و مہربانی
احسان ادا نہ ہو زبانی

جو چاہو وزارت و نیابت
حاضر ہے جو کیجیے اجازت

بولا کہ شہا سوال ہے یہ
اک بات پہ اختتام ہے

مادر جو کہے وہ بات کیجے
جو کچھ وہ طلب کرے وہ دیجے

القصہ طلب ہوئی گل اندام
گلفام کی مادر نکو نام

حاضر ہوئی آ کے ماہ پارا
قسمت کا چمک گیا ستارا

سلطان نے کہا کہ ای نکو بخت
تقدیر ہوئی تری زبردست

مرکوز دلی جو ہو عیان کر
مرغوب طبع جو ہو بیان کر

بولی کہ نہ چاہیے زر و مال
اس بات پہ ختم ہے غرض کل

تعلیم میں آپ کی ہوا علام
ہر خاص پر اور جتنے ہیں عام

عرصے میں مگر وہ سات دن کی
بیٹے مرے نکلیں سب عَلم کے

تسلیم کیا یہ شہ نے فی الفور
جاری کیا حکم پھر اُسی طور

آخر کو عَلم ہوا جو استاد
بیٹھے وہاں تینوں نیک بنیاد

یعنی گلفام شاہ برتر
لگہ سی یہ جمی وہ ماہ پیکر

لوگ آ کے لگے وہان نکلنے
نظارہ لگی وہ ماہ کرنے

انجام کو اُس پری کا شوہر
یعنے وہ امیر صاحب در

آیا تو ہوئی وہ خوش گل اندام
کرسی سے اٹھی وہ نیک فرجام

پاس اُسکے بصد خوشی وہ جا کر
ہاتھ اُسکا بصد ادا پکڑ کر

ساتھ اپنے ہنسی خوشی سے لائی — گذری ہوئی بات کہہ سنائی
بولی یہ وہی پسر ہے حیوان — صحبت سے غرض ہوا ہے انسان
اس نور نگہ نے سب کیا ہے — صحبت نے اثر دکھا دیا ہے
راز اپنا وہ فاش کر رہی تھی — باہم یہ کلام کر رہی تھی
رازون سے ملک ہوا جو آگاہ — دونون کو بہم ملا دیا شاہ
مل جل کے بہم چلے وہ گھر کو — ہمراہ لیا غرض پسر کو
رفتہ رفتہ وہ چند دن مین — داخل ہوے جا کے سب وطن مین
گر طول سخن مین ہون مین مشغول — مضمون برنگ زلف ہو طول
اس ماہ کا ختم داستان ہے — گلفام کی سیر کا بیان ہے

داستان گلفام یعنی طفل گذریے کا سیر و سفر کو جانا اور قسمت نگر مین پہونچکر چند باتین آزمودہ کرکے واپس آنا

گلفام وہ طفل صاحب جاہ — لایا یہ خیال جی مین ناگاہ
تفریح دلون کی ہے سفر مین — کر ملک کی سیر کیا ہے گھر مین
اس طرح سے سوچکر سمجھ کر — کی عرض امیر سے یہ جا کر
دھن سیر کی جی مین ہے سمائی — گر حکم ملے تو ہون مین راہی
سمجھانے لگا وہ صاحب زر — سنئیے تو ذرا دل سے اے سخنور
گو سیر سفر مین بیشتر ہے — تکلیف منازل سفر ہے
گلفام نے عرض کی دوبارا — تکلیف مجھے یہ ہے گوارا
ہے گرچہ سفر مین رنج بالفرض — پر ہے یہ جناب سے مری عرض
جبتک نہو عازم سفر کا — حاصل نہو تجربہ جہان کا

قصہ کہا یہ چار دنا چار
کرتا ہے سیر اے دلی یار

لیکن رہے یاد جلد آنا
ہمکو نہ کہیں پہ بھول جانا

یہ سنکے چلا غرض براک سے
راہی ہوا پھر طرف وطن سے

چلتے چلتے بہ چند ایام
پہونچا کسی دشت مین شبگام

وہ دشت کہ تھا زبس خطرناک
کرتا چلا یاد وہ خدا پاک

جا پہونچا قریب شہر خوشنود
وہ نیک نہاد صاحب جود

سمت نگر اُس شہر کا تھا نام
تھا مہر وفا مین شہرۂ عام

آتا تھا ادھر سے صاحب پیر
گلفام نے اُس سے کی یہ تقریر

اُس بات مین ہے یہ شہر مشہور
ہی کون سی چیز یان کی مذکور

اُس پیر نے یہ کہا کہ ہے خیر
یہ شہر ہے یار قابل سیر

سب چیز ہین دل ہی جسپہ قربان
رندی و محبت اور احسان

یہ سنکے چلا وہ مہر تمثال
منظور تھا امتحان بہر حال

جب چوک مین جا ہوا وہ داخل
کرنے لگا سیر بے تامل

کیا چوک تھا اور کیا مکان تھے
سب اہل شہر کے باوفا تھے

کر سیر ہوا وہ شاد و مسرور
اب آگے ہے امتحان کا مذکور

امتحان محبت کا

شیرینی فروش تھا خوش اقبال
تھا اہل وفا و صاحب مال

اُس نیک نہاد کی دکان پر
گلفام نے جا دیا تھا کچھ زر

اور یہ کہا کہ اے محب دلدار
شیرینی مجھے تو دیجیے یار

جب دیر ہوئی تو وہ مکرر
لایا وہ حروف پھر زبان پر

اس طرح سے جب کہا وہ لبیار
شیرینی فروش خوش ہو لبیار

بولا وہ کہ آئیے مرے یار
مین یار ترا ہون تو مرا یار

کی سنکے اُسے وہین اُٹھا
کی اُسکی تواضع و مدارا

القصہ لگا وہین وہ رہنے
ہر کوچہ گلی مین سیر کرنے

اک روز گذر ہوا جو ناگاہ
اُس شہر کا تھا جہان شاہ

نقارہ و چوب دان رکھا تھا
اُس شاہ کا حکم یہ روان تھا

گر کوئی لگائے چوب اُسپر
جرمانہ ہوا ایک لاکھ اُسپر

الفت کا جو امتحان تھا درکار
نقارہ بجایا اُس نے اک بار

پکڑا اُسے بادشہ کے دربان
لائے اُسے پیشگاہ سلطان

دیکھا اُسے شہ ہوا غضبناک
فرمایا ملازمون سے بیباک

تاوان زر ایک لاکھ لیجیے
گر ہو نہ ادا تو قید کیجیے

جب ہو گیا قید مین وہ گلفام
شیرینی فروش ہو کے اعلام

پہونچا وہ وہین یہ لیکے زر بیش
جرمانہ ادا کیا بصد عیش

زندان سے غرض چھوڑایا اُسکو
گھر کو بخوشی وہ لایا اُسکو

اب دیجیے داستان کو کیا طول
ہوتا ہون باختصار مشغول

نقارہ بجایا جاکے ہر بار
آزمایا اُسی طرح وہ شہ بار

وہ جاکے اُسی طرح چھوڑاتا
پھر گھر کو ہنسی خوشی سے لاتا

سچا اُسے دوستی مین پایا
اس بات سے ہاتھ پھر اُٹھایا

منظور بس اور امتحان ہے
تحریر اب اور داستان ہے

امتحان شاگرد یعنی بادشاہ کے پسر کا

گلفام نے یہ سنا جو اکبار / جاتا ہے شکار کو شہریار

ہمراہ چلا وہ آتش آرا / جس سمت کو شاہ نے سدھارا

پہونچے کسی دشت مین قضا کا / گلفام تھا اور تھا شہریار

اک شیر وہان ہوا عیان جب / گولی کیا شہ نے پھر وہان جب

گولی وہ جو کر گیا خطا شاہ / غرندہ وہ آیا متصل شاہ

ہیبت زدہ ہو رہا تھا شہریار / مارا گلفام نے یہ تلوار

شادان ہوا شکر کر شہنشاہ / تعریف مین سرگرم ہوا شاہ

کہنے لگا کہ اے دلاور / ایسا کام کیا ہے اسے تہور

ممکن ہو نہین آپ کا بدل یان / بس منھ سے ادا ہو شکر احسان

پوچھا کہ ہین آپ کب سے نوکر / بولا وہ عزیز شاد ہو کر

نوکر تو نہین جناب کا ہون / پر دل سے مطیع آپ کا ہون

لیتے سنتے پھرے وطن کو / شہ لایا غرض اسی مکان کو

بٹھایا اسے بعز و اکرام / فرمایا یہ شاہ نیک فرجام

ہر چیز کو راغب الطبع ہو / ہو جو دہے آپ کی رضا ہو

بولا کہ تمہارا کچھ ہے درکار / ہے خواہش دل یہ چار و ناچار

حضرت کے پسر کو دون مین تعلیم / دکھلاؤن مین سیر علم اقلیم

حضرت نے کہا یہ سب ہی منظور / ہے تیرا پسر وہ دیدۂ نور

لیکن ہے اجی یہ کونسی بات / کچھ اور طلب کرو جو ہو نعمات

منظور تھا اسکو اور ہی کار / کچھ اور نہ وہ ہوا طلب گار

فرمایا یہ شہ نے جو خوشی ہو / وہ سمجھے دل مین جو بسی ہو

تحریر ہے مختصر فسانا — تعلیم لگا وہ کرنے دانا
چندے اُسے خوب مانجھا یا — ہر ایک علوم اُسے سکھایا
شاگرد سے ایک دن یہ اُستاد — گویائی کے در کا قفل بکشاد
رکھتا ہوں میں کچھ ضرورت زر — پہنے ہیں جو آپ تن پہ زیور
دیجئے یہ ہمیں اُتار گوہر — اک گوشے میں بیٹھئے آپ چھپکر
القصہ کیا یہ اُس نے منظور — بیٹھا کہیں چھپکے شاہ کا پور
جب شام ہوئی تو شہ کا فرزند — آیا نہ وہ سب ہوے فکرمند
وہ لیکر اُس سے زیور و زر — کسی کو دیا کسی وہ جا کر
اُستاد ادیب کو بلا کر — فرمایا یہ شہ نے ہوکے مضطر
وہ وارث ملک تخت اور تاج — ہے نور بصر مرا کہاں آج
وہ بولا صاحب اتالیق — حق آپ کو دے کمال توفیق
کچھ دیر ہوئی کہ پاکے تعلیم — آیا تھا محل کو اہل دیہیم
ہر چند کیا تلاش اُسکو — پایا نہ کسی کے پاس اُسکو
چندے اُسے اسطرح چھپایا — حضرت نے کہیں پتا نہ پایا
نیت کا کوئی نہ فتور سمجھا — اُستاد کا سب قصور سمجھا
لیکن تھا گمان شاہ کچھ اور — اُستاد پہ لطف تھا اُسی طور
تھا شاہ بدل ملول و رنجور — انجام کا امتحان ہے مسطور

امتحان رنڈی اور احسان کا

رنڈی و حسین و خوبصورت — درپیش تھی اُسکو کچھ ضرورت
اک روز وہ لائی شاہ کا مال — بیچارہ کہیں بدست بقال

آخر یہ سنا جو مخبروں سے
سلطان سے کہا کہ تو کون ہے

رنڈی کو وہیں پکڑ منگایا
وہ مال اُسی کے ساتھ آیا

سلطان نے کہا کہ ای بداعمال
پایا تھا کہاں یہ زیور و مال

بولی وہ فسردہ دل کہ ای شاہ
اس بات کی مین نہین ہونگا

اصرار لگا جو کرنے پھر شاہ
کہتی یہی بار بار وہ ماہ

ہر رات کو دی گیا کوئی مال
معلوم نہین ہے کچھ مجھے حال

سلطان ہوا سنکے پھر غضبناک
رتی مین بندھایا اُسکو بیباک

رنڈی پہ لگی جو مار پڑنے
مجبور کی وہ ماہ رو نے

لیکن نہ کیا بیان اوس نے
ہرگز نہ کہا وہ حال اوس نے

گلقام نے جب یہ حال دیکھا
رنڈی کے قریب جا کے پہونچا

پوشیدہ کہا کہ اے وفادار
تو نام مرا بتا دے دلدار

بولی کہ ترا نہ نام لونگی
ہے بات یہی کہ جان دونگی

گو اس مین اگرچہ فائدہ ہے
اپنا نہ ولے یہ قاعدہ ہے

گلقام ہوا یہ سنکے خاموش
یہ عرض کیا کہ شاہ ذی ہوش

رنڈی کا نہین قصور اس مین
سارا ہے مرا قصور اس مین

مین نے ترے طفل کو قتل کر
رنڈی کو دیا تھا زیور و زر

یہ سن کے ملک ہوا مکدر
افسوس کیا کہا مقدر

کچھ تجھ سے نہین ہوئی ہے تقصیر
ہے اسکی قضا ہوئی گلوگیر

حضرت نے وہ سب خطا عطا کی
خاطر کی وہی جو کچھ تھی اسکی

انصاف کا کام کر گیا وہ
احسان کا پاس کر گیا وہ

دیکھا غرض اُس جوان نے یہ طور — حاضر کیا لا کے سر کو فی الفور
پایا شہ نے جو اُسکو کھو کر — چھاتی سے لگا یا شاد ہو کر
پھر شہ نے کہا یہ بات کیا تھی — فرمایئے اب یہ گھات کیا تھی
گلفام نے یہ کہا کہ سلطان — تھا سیر سفر کا جی مین ارمان
جب گھر سے چلا سفر کو دلگیر — رستہ مین ملا تھا صاحب پیر
اس پیر نے یہ کہا تھا انجام — سہ چیز جہان مین شہرۂ عام
القصہ چلی ہوئی یہ خواہش — منظور ہوئی اُسکی آزمایش
سلطان نے کہا یہ لطف و اخلاق — وہ تین ہین کون شہرۂ آفاق
بولا وہ بدل ہو شاد و فرحان — رنڈی اور محبت اور احسان
الفت کا مرا اسیر دہقانی — شیرینی فروش مین وہ بانی
مین قید مین تھا بحال مضطر — چھوڑوا یا وہ مین لاکھہ دیگر
رنڈی سے قبول کی وہ ہیچی — دستور مین اپنے ہے وہ پکی
جب اُسکی گلی سزا سے ہونے — یہ بات کہا تھا اُس سے مین نے
حضرت سے بتا دے نام میرا — اس مین نہین کچھ قصور تیرا
ہر طرح کی آفتین اٹھائی — لیکن نہ زبان پہ نام لائی
اے سرور خسروان یکتا — احسان ہے آپ مین ہویدا
گو مجھ سے ہوئی تھی معاف تقصیر — پر تو نے کی وہ معاف تقصیر
گزرا تھا جو کچھ وہ سب کہا راز — پھر شہ سے ہوا یہ عرض پرداز
آزمایا جو کچھ تھا آزمانا — منظور ہے اب وطن کو جانا
شہ نے کہا کہ ہے مرا کام — یکچند ٹھہر جا اے خوش انجام

القصہ ٹھہر گیا وہ خوشخو ۔ ناچار وہیں رہا وہ گلرو

اُس شاہ کی اک حسین دختر ۔ تھی غیرت گل وہ ماہ پیکر

تجویز کیا یہ دل و جان سے ۔ کر دیجیے شادی اُس جوان سے

شادی کا کیا خوشی سے سامان ۔ مسرور ہوئی وہ پاک دامان

تاریخ سعید روز فرجام ۔ جب آیا تو شاہ اہل اکرام

ہم عقد کیا وہ ماہ و خورشید ۔ بر آئی ہر ایک دل کی امید

القصہ وہ چند روز رہ کر ۔ رخصت ہوئے دونوں نیک اختر

مل جل کے غرض ہر اک بشر سے ۔ دونوں چلے گھر کو اُس شہر سے

چلتے چلتے وہ نیک بنیاد ۔ گھر آئے خوشی سے خانہ آباد

جا پہونچے وہاں وہ دونوں جب ۔ یعنی تھا جہاں امیر صاحب

راحت سے لگے وہاں وہ رہنے ۔ پھر عیش سے دن لگے گذرنے

بر آیا ہے جیسے اُنکا مقصود ۔ بر لائے مراد سبکی معبود

اب ختم ہوئی ہے یہ کہانی ۔ ہے مرے یہ نام کی نشانی

تاریخ کی فکر تھی صبح و شام ۔ اک روز مجھے ہوا یہ الہام

تاریخ یہی یہی رکھو نام
ہے فیض وجوہ قصۂ گلفام

طبعزاد مؤلف متفرقات غزلیات و رقعات نظم و جنگنامہ رام راون

رقعہ

گلبن لطف و عنایت بلبل جود و کرم ۔ نخلبند باغ معنی رام ادھین عالی ہمم

بعد تسلیم بعد تعظیم کے کرکے ادا ۔ ہو عنادل خامہ یا سنی نغمہ سنج مدعا

لطف استادِ ازلی سے لفظ خیریت کا لکھا — ہے معانی عافیت معمور ای عالی قلم
مژدۂ اخبار آطبع مغلے ہے نشان — ملتجی ہوں نیک کا دانندۂ رازِ نہاں
ہے تمناے دلی وہ گر کروں اُسکو رقم — عمر بھر لکھا کروں جب بھی نہو زیبِ رقم
الغرض اُس ہجر پر زخار سے ہو در لکھا — پیشکش کر گو ہے مقصود ہوں نامہ نگار
ایک مدت ہوگئی ای صاحبِ عالی مقام — نامۂ والا نہ آیا آپ کا ای ذوالکرام
پس کوئی مجھ سے عیاں شاید ہوئی تقصیر — بامدیم الفرصتی بس مانع تحریر ہے
یا کہ ہے آئینۂ خاطر پہ کچھ رنج و غبار — جو کیا ہے سلسلہ تحریر کا مقطوع کار
فصل جو کچھ کہ ہونا تھا ہوا وہ آشکار — اب کرو حالِ طبیعت لکار زن تشریح وار
تاکہ ہو تسکین خاطر عاصیان ای نیکنام — اور ہی لطف المواصل نامۂ مشہور عام
کرچکا احوال دل جو کچھ کہ کرنا تھا رقم — داستان طول ال کو اب کرتا ہوں مادھو رقم

رقعہ

سراپا مجمع الطاف دانا — برادر رام آدھین یکتا زمانہ
تحائف بندگی تبلیغ کرکے — قلم جولان ہے جانب مدعا کے
بتفضل ایزدی کونین تا حال — کہ ہے دونون طرف کا خیر احوال
لطف نامۂ رنگین بیانات — ہوا صادر بالطافِ عنایات
ہوئی حاصل کمال شادمانی — ہوئی تسکین و بخشا کامرانی
ہر اک اشعار مثل مشک ہے — ہر اک مصرع چو ابر سیمبر ہے
پس اب تعریف اُسکی حسب اوقات — کرونگا مشتہر عند الملاقات
بیان سے برسر تحریر احوال — ہمارے کلک نے کھولے پر و بال
لکھا ہے آپ نے یہ عذر کیا خوب — بہ نسبت مردمان آیند این صوب

کر جانے سے خبر کرتے نہین ہین
ہم اس تقصیر کے مجرم نہین ہین

کیا تسلیم مین نے راست ہے یہ
دل اک بیچ کی بھی بات ہے یہ

کہ شاید تھا کوئی جانے والا
نہ ملتا گر ادھر کا آنے والا

نہ کرتے آپ کچھ تحریر و تقریر
گر دن کیا عرض مین ای دای مقدر

بھلا آپ نے کیا خوب دستور
یہ ہے جو شیوۂ احباب سے دور

بس اب مین بر خلاف دن گذشتہ
خلاصہ ملتجی ہون دست بستہ

ہمیشہ ہمبرتن آئین و منوال
رقم فرمایئے سب دل کا احوال

رقیم العرض بندہ پر معاصی
خطا سرشار ما ذھو راہم عاصی

رقعہ

شفیق و رفیق و تلطف فشان
مہا بیر پرشاد والا نشان

شہر و شوق کے بعد با صد ادب
گذارش یہ ہے دل کا احوال سب

بفضل خداوند ہر دو جہان
کرتا حال سب خیریت ہے بیان

نگہدار روے زمین و زمان
رکھے آپ کو خرم و شادمان

سمند قلم کو اڑاتا ہون مین
بمیدان مقصود لاتا ہون مین

کہان وہ جو تھین صحبتین سابقین
کہان یہ جدائی ہوئی ہا جبین

صد افسوس بر گردش روزگار
کہ بھاتا نہین ہے اسے وصل یار

تمنائے دل کسطرح ہو بیان
کہ بیرون ہے تحریر سے داستان

بس اب ملتجی ہون مین اس بات کا
کہ مشتاق ہون تیرے دیدار کا

برائے خدا ایک دن آیئے
سرافراز بندہ کو فرمایئے

یہی آرزو ہے یہی ہے مراد
کہ فرمایئے وصل سے مجکو شاد

پس اب درگذر اس سے کرتا ہوں میں — نا امید یارانہ رکھتا ہوں میں

براہ احبا نوازی شتاب — مفصل قلمبند کیجے جواب

زیادہ بجز آرزو و اشتیاق — لکھوں کہاں تک داستان فراق

رقعہ

برادر نواز اکرم گسترا — مجسم عنایات لطف و سخا

کرم بخش صاحبدلِ پاک دین — گرامی لقب مشفقی ما تا دین

پس از تحفہ تسلیم کرکے ادا — خلاصہ یہ ہے عارضِ مدعا

بہ لطف خدا باغبانِ جہان — گل خیریت ہے شگفتہ یہان

ترا گلشنِ طبع تازہ رہے — و خورشید و اقبال تابان رہے

زبس آرزو ہے زبس شوق ہے — بیان اسکا از حدِ ما فوق ہے

دل اہل احباب آگاہ ہے — کہ دل کے تئین دل سے اک راہ ہے

پس اب طول سے درگذرتا ہوں میں — بیان اپنا مقصود کرتا ہوں میں

ہوئی مدت طول عرصہ کثیر — نہ صادر ہوا نامۂ بے نظیر

تردد میں ہے خاطر انکسار — بجز عیش یارب نہو زینہار

غضب ہے کہ جو آپ سا ہو شفیق — کرے جب فراموش اپنا رفیق

زبس جی میں آتا ہے پہونچوں وہان — ولے ہوں میں ناچار فرصت نہین

کہانتک کروں میں شکایت رقم — کہ عاجز ہے تحریر سے اب قلم

خطا مجھسے شاید ہوئی ہے شدید — تو ہو معاف بر قول شیخ سعید

ز خردان عجب نیست ترک ادب — بود انتقام از بزرگان عجب

غرض یہ ہے آپ کی ذات سے — کرو جلد اعلام حالات سے

کرتا دل سے ہو دور یہ اضطراب ۔ بجت جلد تحریر کیجے جواب
زیادہ بجز آرزوے وصال ۔ کروں کب تلک دل کا تسطیر حال

رقعہ کہ از سر حروف مصرعہ نام و نشان کاتب عیان شود

م	مخزن مہر مقصد تحسین	ا	الفت الا القیام در ام آدمیر
د	دل کا اشواق خارج التقیم	ہ	ہو بذیر التجمہ دعا تسلیم
و	واے بر حال گردش ایام	ر	راحت وصل سیر رکھانا کا
ا	اتفاقات خدا سے ہو میسر	م	مقصد اتصال سے مجبور
ت	تا حصول ملاقات جسمانی	ی	یاد دلانا برسل لاثانی
ل	لیک یہ بات ہی بدل منظور	و	وصل سے جلد کیجیے مسرور
ک	کر چکا حال کلمۂ تحریر	ب	بس یہی التماس ہے بہ تدبیر
و	وز سر مصرعہ حرف سر نام	ر	راقم النامہ کا عیان ہو نام

جنگ نامہ

مے گلگوں پلا ساقی زبس ہی دھوم اوڑنکی ۔ نشے میں ساقیا سکے لکھوں کچھ جنگ ہو نکی
سنا جب حال راون ذکر فوج آئی سیلٹ کی ۔ مولنگا میں وہ نمران لکھوں کیا شان لونکی
کہا لشکر سے کر جلدی کرو فوراً سلح بندی ۔ کرو چلکر جوانمردی دکھاؤ طاقت بیرا ونکی
لگا ہتھیار خود کستی وہ لیکر بیس بازو میں ۔ علم کی تیغ غصہ سے چمک تھی برق بیانکی
غرض دیوسیہ لیکر چلا ہمراہ وہ لیکر ۔ بھری آکر دو جانب سے بجیت ہو رام راونکی
شمار فوج کیا لکھوں نہیں اندازہ ہی اسکی ۔ زمین پر چھاگیے مثل ٹڈی کے گویا بلا بنکی
جو بہو کچار نہیں آرا دون تو شیطانوں کو للکارا ۔ ہٹا نا مت قدم اپنا رکھو سب لاج اوڑنکی
کوئی دنیا میں ہی بڑھکر مقابل ہو جو اونکے ۔ لڑینگے مجھ سے کیا منسی حرم ہی جانیے اونکی

جن پہ میرے حال پر کرم فرما — چند احباب صاحب دانا
دولتِ علم سے ہیں مالا مال — نکتہ آرا ہے لالہ منولال
ہیں سخن سنج اور سخن آرا — صاحبِ علم لالہ رام سہائی
گرچہ ماتا ہیں وصل ہو پرشاد — ہو عیاں نام صاحب دلشاد
اختر برج ہیں سخندانی — آسمان گہر کشا معانی
مصدرِ رمز ہیں سخن پیرائے — لوگ کہتے ہیں سب پراگی رائے
بلبل نغمہ ساز ہیں ہر فن — گلشن اتحاد کالی چرن
مخلص مہربان ہیں برسن — زبدة الاقران رام چرن
دوستی دلنواز عبد اللہ — گوہر درج ہیں سخن آگاہ
چند پرچے کئے ہیں میں نے پیش — دیکھ کر خوش ہوے وہ دوراندیش
کوئی تاریخ پھر لگا کہنے — کوئی مسرور ہو لگا پڑھنے
تپیا اتھی ہے آسمان جبتک — اور قائم ہے یہ جہان جبتک
شاد میرے رہیں جمیع احباب — نخل امید کا رہے شاداب

چند اشعار طبعزاد دوستی لالہ ماتا پرشاد و شعر تاریخ

خود دست میرے ہیں ایک ڈھورام — سلتے ہیں دوستو کہیں لطف مدام
راحت افزا ہیں وہ دل احباب — صدف علم میں در نایاب
چند اشعار ہیں کئے تصنیف — غزل رقعات جنگنامہ لطیف
اور اس میں سے قصہ گلفام — ذات انکی سے پایا ہے انجام
یا خدا یہ دعا مری ہو حصول — اپنے صدقے سے اسکو کر تو قبول
باغ ہستی ہے جبتلک آباد — سب سے سرسبز انکا نخل مراد

ماتا پرشاد و احقر الانام	قبلہ گاہی لالہ تلسی رام
قوم کایستھ ہون سری باستب	ہے ردولی مرا وطن شاد
سال تاریخ مین جو غور کیا	ہاتف غیب نے ندا یہ دیا

کیا ہی قصہ ہے واہ کیا ہے کلام
کہا خوش نام اسکا ہے گلفام

خاتمة الطبع

الحمد للہ والمنة کہ اس زمانۂ فرخندہ فرجام مین قصۂ دلچسپ زبان زد خاص عام قصۂ گلفام مصنفۂ عطارد رقم منشی مادھو رام ساکن قصبۂ تلوکپور من مضافات اودھ حسب خواہش شائقین مطبع نامی و مشہور نزدیک و دور منشی نول کشور بسرپرستی و عالیہمتی ذی الجود و الخزائن معلی القاب عالیجناب منشی پراگ نرائن صاحب راے بہادر مالک مطبع دام اقبالہ باہتمام کامل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل ایجنٹ ماہ دسمبر سنہ ۱۹۱۳ء بار ششم حلیۂ طبع سے محلّے ہوا۔